محکمۂ اقلیت سے جڑے افسر شاہوں کا ننگا ناچ نیز وزراء کی غفلت کا خمیازہ مہاراشٹر میں کہیں سیکولر قیادت کو بھگتنا نہ پڑے

نثار احمد تنبولی

9699604877

مرکزی سطح پر بالخصوص مہاراشٹر ریاست میں جو سیکولر یا نام نہاد سیکولر قیادت ہیں وہ بلاشبہ اقلیت بالخصوص مسلمانوں سے ہمدردی کا معاملہ ضرور رکھتے ہیں یہ اور بات ہے کہ مرکزی قیادت ہو یا ریاستی قیادت ان کی تمام یوجنائیں، اسکیم، حکم نامے مرہون منت ہوتے ہیں افسر شاہوں کے۔ ان کی عمل درآمد اور انجام دہی ۔ ویسے تو یہ بات جمہوری نظام کے خلاف ہے لیکن عملی طور پر ہم اور آپ جو دیکھ رہے ہیں وہ حقیقت یہ ہے کہ اس ملک میں اگر حکومت کسی کی چل رہی ہے تو وہ صرف افسر شاہوں کی۔ بالخصوص مہاراشٹر ریاست میں محکمۂ اقلیت سے جڑے ہوئے یا جن لوگوں کے ذمہ نئے پندرہ نکاتی پروگرام کے عمل درآمد اورنجام دہی کی ذمہ داری ہے وہ تو شاید ایک بہت بڑی سازش کے تحت مودی کے ہی چیلے چپاٹے ہیں اور ان کی خواہش بھی یہی ہے کہ جلد ہی مہاراشٹر سے سیکولر قیادت کا خاتمہ ہوجائے اور مودی نواز قیادت مہاراشٹر میں آجائے۔ لیکن الحمدللہ محترمہ سونیا گاندھی اور شرد پوار صاحب نے اس محکمہ کے دو وزراء کے چہروں کو دیکھ کر نہیں بلکہ ان پر ایک خصوصی اعتماد رکھ کر بجائے اوروں کے انھیں کرسیٔ وزارت سونپی ہے اس مقصد کے لیے کہ وہ صرف اور صرف ریاست مہاراشٹر میں اقلیتی طبقے کے استحصال کو روکے، اقلیتی طبقے کو ان کے حقوق دلائیں اور بالخصوص وزیر اعظم کے نئے ۱۵ نکاتی پروگرام کو ریاست کے چپے چپے میں اس پر عمل درآمد اور اس کی انجام دہی اپنے افسران سے کرواسکیں۔ لیکن افسوس کہ ان دو پارٹی کے قائد کے اعتماد کو سخت ٹھیس پہنچ رہی ہے کیونکہ محکمۂ اقلیت کے وزراء اپنی کرسی سے انصاف نہیں کر رہے ہیں۔ کرسی سے انصاف کسے کہتے ہیں؟ اس کی مثال کے لیے بہت دور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ عروس البلاد شہر ممبئی میں جمعیۃ العلماء مہاراشٹر کے دو بزرگ جو اپنی کرسی سے انصاف کررہے ہیں اس کی مثال اپنے آپ ہے۔ ایک بزرگ محترم گلزار اعظمی صاحب تو ایسے ہیں کہ جو جج کا فریضہ انجام دینے کے بعد جس روز ممبئی آئے اسی دن وقت مقررہ پر اپنی کرسی پر براجمان ہوگئے۔ اتنا جذبہ نہ سہی لیکن ذرہ برابر بھی جذبہ رکھتے ہوئے اگر آپ اپنی کرسی سے انصاف کرتے تو شاید آپ کے محکمہ سے جڑے ہوئے ٹاپ ٹو باٹم افسر شاہی طبقہ مہاراشٹر میں ایسا ننگا ناچ اور مودی ذہنیت میں پنپنے نہ پاتا جیسے وہ آج ہے۔ ان جملوں کی صداقت کا ٹھوس ثبوت اسی مضمون میں دیا جارہا ہے۔

اقلیتی طبقے کی بہبود کے لیے وزیر اعظم کے نئے ۱۵ نکاتی پروگرام کی ٹھوس اور عملی طریقے سے عمل درآمد اور انجام دہی کے تعلق سے ملک میں صرف ۳ سطح پر نگرانی کمیٹی برائے اقلیتی ترقی (Minority Development Monitoring Committe) کو نافذ کیا گیا ہے۔ مرکزی سطح اور ریاستی سطح سے ویسے تو کوئی خاص توقع نہیں ہے اور ان کی میٹنگ بھی سرکاری حکم نامے کے مطابق نہیں بلکہ صدر تنظیم (بی ایم سی) کے مطابق عمل میں آتی ہے۔ لیکن District Minority Dvelopment Minotoring Committe (ضلعی نگرانی کمیٹی برائے اقلیتی ترقی) کے صدر اور سیکریٹری جو ضلع کلکٹر اور آر ڈی سی ہوتے ہیں یہ اگر وزیر اعظم کے نئے ۱۵ نکاتی پروگرام کے عمل درآمد اور انجام دہی کی سرکاری ذمہ داری نبھالیں تو ریاست مہاراشٹر کے ۳۵ اضلاع کے چپے چپے میں اقلیت کے وسیع پیمانے پر مسائل حل ہوسکتے ہیں لیکن افسوس کہ ویسا بالکل بھی نہیں ہورہا ہے۔ ۲۰۰۵ء سے ضلعی سطح پر ایسی کمیٹیاں کسی نہ کسی نام سے نافذ ہوتی رہیں لیکن ماضی کا تجربہ اگر عام اقلیتی طبقے کو پتہ چل جائے تو وہ برسر اقتدار حکومت سے اتنی ہی نفرت کرے گا جتنی کہ مسلمانوں کو لعین مودی سے کرنا چاہیے۔ القصہ مختصر یہ کہ بہتر یہی ہے کہ ہم ماضی میں نہ جھانکتے ہوئے آج کو دیکھیں۔ ۲۹/ اپریل ۲۰۰۸ء سے حکومت مہاراشٹر کے حکمنامے کے مطابق District Minority Dvelopment Minotoring Committe (ضلعی نگرانی کمیٹی برائے اقلیتی ترقی) کے تعلق سے حکمنامہ جاری ہوا ہے۔ ہر ضلع کی وہی حالت ہے یا اس سے بھی بدتر ہے لیکن یہاں صرف ضلع دھولیہ کی حقیقت قارئین کی نظر میں لائی جارہی ہے۔ اس کمیٹی کی مورخہ تک ۱۲ میٹنگیں ہونی چاہیے تھی جس میں سے صرف ۲ میٹنگوں کا انعقاد کیا گیا۔ مورخہ سے ہر ۳ مہینے میں ایک میٹنگ ہونی چاہیے لیکن ایک میٹنگ کا انعقاد کیا گیا۔ یہ تو رہی سرکاری حکمنامے کے مطابق میٹنگ نہ لینے کی بات لیکن آج تک جو ۳ میٹنگ لی گئی ہیں ان میں کبھی بھی بالخصوص غیر سرکاری ممبران جو اقلیتی طبقے کے ہوتے ہیں ان کو ایجنڈا نہیں دیا گیا۔ ایجنڈے میں میٹنگ کے موضوعات دیے ہوتے ہیں تاکہ میٹنگ میں آنے سے پہلے غیر سرکاری ممبران ان موضوعات کے تعلق سے منسلک افسران سے مل کر جانچ کرلیں، وہ نہیں ہوتا ہے۔ ضلع کے دیگر افسران کی طرف سے اقلیتی طبقے کے تعلق سے جو ذمہ داریاں ادا کی گئی ہیں اس کے تعلق سے دستاویز ویسے تو میٹنگ کے ایک ہفتہ پہلے غیر

سرکاری ممبران کو دیا جانا چاہیے لیکن قصداً وہ میٹنگ شروع ہونے کے بعد دیے جاتے ہیں۔ اتنا ہی نہیں جو ریکارڈ کلکٹر کی طرف سے بحیثیت صدر District Minority Dvelopment Minotoring Committe (ضلعی نگرانی کمیٹی برائے اقلیتی ترقی) دیا جاتا ہے وہ بھی غلط، جھوٹا اور گمراہ کن ڈنکے کی چوٹ پر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ انھیں معلوم ہے کہ ویسے تو غیر سرکاری ممبران میں اکثر و بیشتر قانون سے نابلد افراد کا ہی شمار ہوتا ہے اور بسا اوقات انھیں ضلع کلکٹر کوئی نہ کوئی چاکلیٹ دے کر خرید لیتا ہے۔ کہیں کہیں ایک دو سرکاری ممبران الحمدللہ ایسے بھی ہوتے ہیں جو خوفِ خدا رکھ کر، حکومت نے انھیں جو ذمہ داری دی ہے، اس کو پورا کرنے میں کوشاں رہتے ہیں لیکن کلکٹر اور سیکریٹری ان کو زہر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان سے بغض و حسد رکھتے ہوئے ہر وقت انھیں نظر انداز کرتا ہے۔ کلکٹر کے خلاف اگر محکمہ کے سیکریٹری یا وزیر کو تحریر شکایت دی بھی گئی ہے تو اول الذکر تو مودی نواز ہوتے ہیں، ان کیا انصاف کی توقع؟ اور آخر الذکر ہمارے وزیر بیشک قوم سے ہمدردی رکھتے ہیں لیکن وہ لولے لنگڑے اور اپاہج ہوتے ہیں۔ ان میں اتنی طاقت کہاں کہ غیر ذمہ دار افسر کے خلاف ایکشن لینے کے تعلق سے اپنے قلم کو تھوڑی بھی جنبش دے سکے۔ انھیں شاید اس بات کا علم نہیں کہ ان کی غیر ذمہ داری کی وجہ سے ریاست مہاراشٹر میں ہوسکتا ہے مودی نواز اقتدار آجائے اور شاید انھیں یہ پتہ نہیں ہے کہ مودی ذہنیت نے گجرات میں جس ظلم و بربریت کا مظاہرہ کیا ہے اس کے تعلق سے جسٹس نے اس ذہنیت کو Neuro کا نام دیا۔ Neuro وہ بادشاہ تھا کہ جب اس کی رعایا کی قتل و غارتگری ہورہی تھی تب وہ گٹار بجانے میں منہمک تھا۔ شاید ہمارے وزراء کو وہ نہیں معلوم جو تیستا سیتل واڑ، جسٹس ہسبت سریش (Hasbit Suresh) تہلکا ڈاٹ کام کے آشیش خیتان، محکمہ پولس کے آر بی شری کمار اور سنجیو بھٹ نے جس ظلم و بربیت کا ننگا ناچ دیکھا اور اس کے خلاف انھوں نے لڑائی لڑی ہے اگر ہمارے یہ رہنما اس سے واقف ہوتے تو شاید ان کا ضمیر جاگ جاتا اور وہ اپنی کرسی سے انصاف کرتے۔

وزیر اعظم کے نئے ۱۵ نکاتی پروگرام کے تحت آئی سی ڈی ایس خدمات کی مقررہ تعداد میں اقلیتی طبقے کے لیے یوجنا مختص ہے۔ سروشکشا ابھیان، کستوربا گاندھی بالیکا ودیالیہ اسکول اور ایسی دوسری سرکاری اسکیموں کے تحت ایک متعینہ تعداد اقلیتی طبقے کے گھنی آبادی والے علاقوں کے لیے مختص کی گئی ہے۔ پری پرائمری اور پرائمری اسکولوں کے اساتذہ کی بحالی کے لیے مرکزی امداد فراہم کرنا، مدرسہ کی جدید کاری پروگرام کو تقویت پہنچانا، اقلیتی طبقوں کے باصلاحیت طلبہ کے لیے وظیفے، مولانا آزاد ایجوکیشن فاؤنڈیش کی سرگرمیوں سے اقلیتی طبقے کو مستفید کرنا، معاشی سرگرمیوں اور روزگار میں اقلیتی طبقے کے لیے منصفانہ حصہ داری، غریب اقلیتی طبقوں کے لیے خود روزگار اور اجرتی روزگار، دیہی علاقوں کے لیے سورن جینتی پروگرام، سورن روزگار یوجنا (SGSY) کا انعقاد، غریب دیہی کنبوں کو خط افلاس سے ملانا، بینک کے قرضہ جات اور سرکاری سبسڈی کا فائدہ اقلیتی طبقے کو پہنچانا اس تعلق سے کچھ فیصد اقلیت کے لیے مختص کیا گیا ہے۔ سورن جینتی شہری یوجنا جس کے ماتحت شہری خود روزگار یوجنا اور شہری اجرتی روزگار پروگرام سے مستفید ہوکر معاشی اعتبار سے ترقی کرے اس کے لیے بھی مختص رکھا گیا ہے۔ سمپورن گرامن روزگار یوجنا کے زمرے میں بھی اقلیتی طبقے کے لیے مختص کیا گیا ہے۔ تکنیکی ٹریننگ کے ذریعے ہنرمندی کے اضافے کے لیے مختص، معاشی سرگرمیوں کے لیے مزید قرضہ کی امداد، قومی اقلیتی ترقیاتی و مالیاتی کارپوریشن کے ذریعے مختص، خود روزگاری منصوبہ کا مختص، ریاستی اور مرکزی ملازمت میں بھرتی کے تعلق سے مختص، اقلیتی طبقات کے طلبا کو سرکاری اور معتبر غیر سرکاری اداروں میں کوچنگ دلانے کے لیے ایک خصوصی اسکیم کے تحت، اقلیتی طبقے کے افراد کا معیارِ زندگی بلند کرنا، دیہی مکان سازی اسکیم میں منصفانہ حصہ داری جس میں اندرا گاندھی آواز یوجنا وغیرہ شامل ہیں۔ ہاؤسنگ اور Slum کے مضبوط اور ترقیاتی پروگرام IHSSBP اور جواہر لال نہرو قومی شہری جدید کاری مشن JNNURM اسکیوں کے تحت شہری گندی بستیوں کی بہتری، فرقہ وارانہ فسادات کی روک تھام اور اس پر قابو پانا، فرقہ وارانہ جرائم کی قانونی چارہ جوئی، فرقہ وارانہ فسادات سے متاثر لوگوں کی بازآبادکاری۔ لیکن ہمارے وزراء بچارے خود ہی نہیں جانتے کہ مرکزی اور ریاستی حکومت کی اقلیتی طبقوں کے لیے یوجناؤں کے تعلق سے۔

ریاست مہاراشٹر میں اقلیتی طبقے کے تعلیمی اداروں کو مائنریٹی اسٹیس (اقلیتی درجہ) دیے جانے کے تعلق سے ایک GR ہے جس کے تحت مستحق اداروں کو صرف ۹۰ دنوں کے اندر اقلیتی درجہ دینا ہی چاہیے ورنہ قانونی طور سے عریضے کے بعد اقلیتی درجہ منسلک ادارے کو ملک ایسا گردانا جائے گا۔ لیکن سالہا سال لگ جاتے ہیں اور اردو مدارس کے ذمہ داران پریشان حال منترالیہ کے چکر کاٹتے ہیں۔ اسی GR میں ایک غیر آئینی شرط رکھی گئی ہے جس کی نشاندہی محترم کیبنٹ وزیر کو کرائی گئی ہے لیکن وہ بیچارے تھوڑی دیر تک شکایت کردہ کے ساتھ بیشک چلتے رہے لیکن بعد میں ان کے PA نے غیر منطقی دلائل دے کر مطمئن کردیا اور وزیر موصوف اپنے PA کے کہنے کے مطابق اپنے قانونی علم اور اپنی سوجھ بوجھ کو بالائے طاق رکھ کر شکایت کردہ کو مایوس کردیا۔ غیر آئینی شرط یہ ہے کہ جس اقلیتی طبقے کو اقلیتی درجہ چاہیے وہ جس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں ان کے ادارے کے اصولوں میں یہ لکھا ہونا لازمی قرار دیا گیا ہے کہ وہ اس مذہب کی فلاح و بہبودی کا کام کریں گے۔ GR نکالنے والے احق نہیں ہوتے ہیں، یہ ایک مجرمانہ سازش ہے لیکن ہمارے وزراء تو بیشک اس زمرے میں نہیں آتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی

بھی چیریٹی کمیشن مذہب کی بنیاد پر کسی بھی ادارے کے اصولوں میں تبدیلی نہیں کرے گا اور ساتھ ہی اگر کچھ غیر راستہ اختیار کر کے کسی ادارے نے اپنے اصولوں میں تبدیلی کر بھی لی ہے تو اس درجہ سے کافی کچھ تو حاصل ہونا نہیں ہے لیکن Section 80G, FCRA, کی سہولیات سے خارج ہو جائیں گے جو قوم کا ایک بہت بڑا نقصان ہے لیکن افسوس

کیا کبھی ہمارے وزراء نے سوچا ہے کہ ریاستی اوقاف بورڈ کے چیئرمین اور ممبران کی تقرری کیوں رکی ہوئی ہے۔ کیا کبھی اسماعیل یوسف کالج کے تعلق سے ان کو فکر ہوئی ہے؟ کیا کبھی وقف املاک پر غیروں نے جو قبضہ کیا ہے اس قبضے کو ہٹانے کے لیے ان کے ذہن میں کچھ خیال آتا ہے؟ مولانا آزاد آرتھک وکاس منڈل کی کسمپرسی حالت پر کبھی انھوں توجہ دی ہے؟ مہاراشٹر ریاستی مائنریٹی کمیشن کے بقیہ ممبران کی تقرری کیوں رکی ہوئی ہے وغیرہ وغیرہ۔